۷۸۶

قفلِ مدینہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللہ

اپنے حج وزِیارت میں سوز و گُداز اور کَیف و مَستی

پیدا کرنے کیلئے اَشکبار آنکھوں سے

۲۵ حکایاتِ حُجّاج

ضَرور پڑھئے!

حج وزِیارت میں مزید سَوز و گُداز اور کَیف و مَستی پیدا کرنے کے لئے عاشِقِ ماہِ رِسالت اعلیٰ حضرت عظیمُ البَرَکت مولانا **شاہ احمد رضا خان** عَلَیۡہِ رَحمَۃُ الرَّحمٰن کی تاریخِ عُرس (۲۵ صَفَرُالمُظفَّر ۱۳۴۰ھ) کی نِسبَت سے **پچیس حِکایاتِ حُجّاج** پیشِ خدمت ہیں، آخر میں خود اِمامِ اَہلسُنَّت عَلَیۡہِ رَحمَۃُ رَبِّ العِزَّۃ کی بیداری میں دِیدارِ مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اِیمان اَفروز حِکایت پیش کی گئی ہے۔ اَشکبار آنکھوں سے پڑھئے اور جھومئے:

میں کیوں نہ روؤں

حضرتِ سیِّدُنا امام محمد باقر رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ جب حج کے لئے مَکَّۂ مکرَّمہ تشریف لے گئے اور مسجِدِ حَرام میں داخِل ہوئے تو بیتُ اللّٰہ شریف کو دیکھتے ہی اِتنے زور سے روئے کہ چیخیں نکل گئیں کسی نے کہا کہ سب لوگوں کی نظریں آپ کی طرف لگ گئی ہیں، آپ اِس قَدَر زور سے گریہ نہ فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا: "کیوں نہ روؤں شاید اللہ عَزَّوَجَلَّ میرے رونے کے وجہ سے مجھ پر رحمت کی نظر فرمادے اور میں کل قِیامت کے دِن اُس کے نزدیک کامیاب ہو جاؤں۔" پھر آپ نے طواف کیا اور مَقامِ ابراہیم علیہ السلام پر نَماز پڑھی جب سجدہ کر کے سَر اُٹھایا تو سجدہ کی جگہ آنسوؤں سے تر تھی۔ (رَوضُ الرِّیاحین)

ارے زائرِ مدینہ! تو خوشی ہنس رہا ہے

دِلِ غمزدہ جو پاتا تو کچھ اور بات ہوتی

لَبَّیک کہتے ہی بے ہوش ہو گئے

حضرتِ سیِّدُنا امام زَینُ العابِدین رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ نے جب عزمِ حجِّ بیتُ اللّٰہ کیا اور اِحرام باندھا تو چہرۂ

مُبارَک کہ زَرد ہوگیا اور لَبَّیْک نہ کہہ سکے، لوگوں نے عرض کیا: آپ لَبَّیْک نہیں پڑھتے؟ فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ کہیں جواب میں "لَا لَبَّیْک" نہ کہہ دیا جائے! لوگوں نے عرض کیا: اِحرام باندھ کر لَبَّیْک کہنا ضَروری ہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے لَبَّیْک پڑھا تو بے ہوش ہو کر سَواری پر سے گر پڑے اور اِختِتامِ حج تک یِہی صورت رہی کہ جب بھی لَبَّیْک کہتے بے ہوش ہو جاتے۔ (تہذیب التہذیب) ؎

اُنگلیاں کانوں میں دے دے کے سُنا کرتے ہیں
خلوَتِ دِل میں عجب شور ہے بَرپا تیرا

اَپاہج حاجی

حضرتِ سیِّدُنا شَقِیق بَلخی رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے مَکَّۂ مکرّمہ کے راستے میں ایک اَپاہج کو دیکھا جو گھِسٹ کر چل رہا تھا، میں نے اُس سے پوچھا: تم کہاں سے آئے ہو؟ کہنے لگا: سَمَرقَند سے۔ میں نے پھر پوچھا: کتنا عرصہ ہوا وہاں سے چلے ہوئے؟ اُس نے کہا: دَس برس سے زیادہ ہو گئے ہیں۔ میں بڑے تَعَجُّب سے اُس کو دیکھنے لگا، اِس پر وہ بولا: اے شَقِیق رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ! کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا: تمہاری

کمزوری اور سَفر کی درازی نے مجھے مُتَعَجِّب کر دیا۔ کہنے لگا، **اے شقیق!** سفر کی دُوری کو میرا شوق قریب کردے گا اور میری کمزوری کا سَہارا میرا مولا عَزَّوَجَلَّ ہے۔ اے شقیق! تم ایک ضَعِیف بندے سے تَعَجُّب کر رہے ہو! اِس کو تو اِس کا مالک عَزَّوَجَلَّ اُٹھائے ہوئے لئے جارہا ہے۔ ؎

ناتوانی کا اَلَم ہم ضُعَفا کو کیا ہو!

ہاتھ پکڑے ہوئے مولٰی کی تَوانائی ہے

پھر اُس نے دو اَشعار پڑھے جن کا ترجَمہ یہ ہے:

(۱) میرے آقا عَزَّوَجَلَّ! میں تیری زِیارت کو آرہا ہوں اور عِشق کی منزِل کٹھِن ہے، لیکن شوق اُس شخص کی مدد کیا کرتا ہے جس کی مال مدد نہیں کرتا۔

(۲) وہ عاشِق ہرگز نہیں ہے جس کو راستے کی ہَلاکت کا خوف ہو اور نہ وہ عاشِق ہے جس کو راستوں کی سختی نے چلنے سے روک دیا۔ ؎

ہم کو تو اُن کے سائے میں آرام ہی سے لائے

حیلے، بہانے والوں کو یہ راہ ڈر کی ہے

جان قربان کردی

حضرتِ سیِّدُنا مالک بن دِینار رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں حجِّ بیتُ اللّٰہ شریف کے لئے جارہا تھا، راستے میں ایک نوجوان دیکھا جو بِغیر سَواری اور زادِراہ کے پیدل چل رہا تھا۔ میں نے اُس کو سلام کیا، اُس نے سلام کا جواب دیا، میں نے پوچھا: اے نوجوان! کہاں سے آئے ہو؟ اُس نے جواب دیا: اُسی (یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ) کے پاس سے۔ میں نے کہا: کہاں جارہے ہو؟ کہا: اُسی (یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ) کے پاس۔ میں نے کہا: زادِراہ کہاں ہے؟ بولا: اُسی (یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ) کے ذِمہ ہے۔ میں نے کہا: یہ طوِیل راستہ بِغیر پانی و توشہ کے طے نہیں ہوگا تیرے پاس کچھ ہے؟ وہ بولا: جی ہاں! میں نے گھر سے نکلتے وَقت پانچ حُروف زادِراہ کے طور پر لے لئے تھے۔ میں نے کہا: وہ **پانچ حُروف** کون سے ہیں؟ اُس نے کہا: اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان: کٓھٰیٰعٓصٓ۔ میں نے کہا: اِن حُروف کے کیا معنٰی ہیں؟ اُس نے کہا: **کاف** کے معنٰی کِفایت کرنے والا، **ھا** کے معنٰی ہدایت کرنے والا، **یا** کے معنٰی پناہ دینے والا، **عَین** کے معنٰی جاننے والا، **صاد** کے معنٰی سچّا تو جس کا ساتھی کافی وہادی ومودی وعالم

اور صادِق ہو وہ کیسے ضائع یاپریشان ہو سکتا ہے اور اُس کو کیا ضرورت ہے کہ زادِراہ اور پانی اُٹھائے پھرے۔ حضرتِ سیِّدُنا مالک رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ اُس کا کلام سُن کر میں بے حد مُتاثر ہوا اور اُس کو اپنا قمیص پیش کیا۔ اُس نے قبول کرنے سے اِنکار کر دیا اور کہا: اے شیخ! دُنیا کے قمیص سے ننگا رہنا بہتر ہے کیوں کہ دُنیا کی حلال چیزوں پر حِساب ہے اور اِس کی حرام چیزوں پر عذاب ہے۔ جب رات کا اَندھیرا چھا گیا تو اُس نے مُنہ آسمان کی طرف اُٹھایا اور مُناجات کرنے لگا: اے وہ پاک ذات! جس کو بندوں کی اِطاعت سے خوشی ہوتی ہے اور بندوں کے گناہوں سے کچھ نُقصان نہیں ہوتا مجھے وہ چیز عطا فرما جس سے تجھے خوشی ہوتی ہے اور وہ چیز مُعاف فرمادے جس سے تیرا کوئی نقصان نہیں۔ جب لوگوں نے اِحرام باندھ کر "لَبَّیْك" کہا تو وہ خاموش تھا، میں نے کہا: تم لَبَّیْك کیوں نہیں کہتے؟ اُس نے کہا: مجھے ڈر ہے کہ میں کہوں: لَبَّیْك اور وہ فرما دے: "لَالَبَّیْكَ وَلَا سَعْدَیْكَ وَلَا اَسْمَعُ کَلَامَكَ وَلَا اَنْظُرُ اِلَیْكَ" یعنی نہ تیری لَبَّیْك قبول ہے اور نہ سَعْدَیْك اور نہ میں تیرا کلام سُنوں اور نہ تیری طرف دیکھوں۔ پھر وہ چلا گیا تو میں نے

اُس کو سارے راستہ میں کہیں نہ دیکھا مِنٰی پہنچ کر دیکھا کہ وہ کچھ عَرَبی اَشعار پڑھ رہا تھا جن کا ترجمہ ہے:

(۱) بے شک وہ حبیب جس کو میرا خون پسندیدہ ہے تو میرا خون اُس کے لئے حلال ہے حَرَم میں بھی اور حَرَم کے باہر بھی۔

(۲) خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر میری رُوح کو علم ہو جائے کہ وہ کس ذاتِ اَقدس سے مَحَبَّت کرتی ہے تو وہ قدم کے بجائے سَر کے بَل کھڑی ہو جائے۔

(۳) مجھے مَلامَت کرنے والے! اُس کے عِشق میں مجھے مَلامَت نہ کر کہ اگر تجھے وہ نظر آئے جو میں دیکھتا ہوں تو تُو کبھی بھی مجھے مَلامَت نہ کرے۔

(٤) لوگوں نے عید کے دِن بھیڑ، بکرِیوں اور اُونٹوں کی قُربانی کی اور محبوب نے اس دِن میری جان کی قُربانی کی۔

(۵) لوگوں کا حج ہُوا ہے اور میرا حج بذاتِ خود میرا محبوب ہے۔ لوگوں نے قُربانیاں ہدِیَّہ کیں اور میں نے اپنی جان اور اپنے خون کی قُربانی کا تحفہ پیش کیا۔ پھر وہ گڑگڑا کر عرض گزار ہوا: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! لوگوں نے قُربانیاں کیں اور تیرا تقرُّب حاصل کیا اور میرے پاس تو کچھ بھی نہیں جس کے ساتھ میں تیرا تقرُّب حاصل کروں سِوائے اپنی جان کے، تو اِس کو تیری بارگاہ میں نذر کرتا ہوں تو اِس کو قبول فرما پھر اُس نے ایک چیخ ماری اور زمین پر گرا اور اُس کی رُوح قفَسِ عُنصری سے پرواز کر گئی۔ حضرتِ سیِّدُنا مالک بن دِینار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: پھر یکایک غیب سے یہ صدا سُنائی دینے لگی: "یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا پیارا ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عِشق کی تلوار سے قتل ہُوا ہے۔ پھر میں نے اُس کی تجہیز و تکفین کی۔ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (رَوضُ الرِّیاحین) ؎

کیا نذر کریں جاناں، کیا چیز ہماری ہے

یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جاں بھی تمہاری ہے

پُر اَسرار حاجی

حضرت سیِّدُنا بِشر حافی رَحمۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہ فرماتے

ہیں کہ میں نے میدانِ عَرَفات میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نہایت دَردو سَوز کے ساتھ روتے ہوئے عَرَبی میں یہ اَشعار پڑھ رہا ہے۔ ترجمہ یہ ہے:

(۱) وہ ذات ہر عَیب سے پاک ہے۔ اگر ہم اپنی آنکھوں سے کانٹوں اور گرم سوئیوں پر بھی اُس کو سجدہ کریں تو پھر بھی اُس کی نعمتوں کا حق دَسواں حصّہ بلکہ دَسویں کا دَسواں ہی نہیں بلکہ اُس کا بھی دَسواں حصّہ حق ادا نہ ہو۔

(۲) اے پاک ذات! میں نے کتنی مرتبہ لغزِشیں کیں اور کبھی اپنی لغزِشوں اور نافرمانیوں میں تجھے یاد نہ کیا اور اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! تو ہمیشہ مجھے دَرپردہ یاد فرماتا رہا۔

(۳) میں نے کتنی مرتبہ گناہوں کے وَقت جہالت سے اپنا پردہ فاش کیا اور تو نے ہمیشہ مجھ پر لُطف وکَرَم کیا اور اپنے حِلم کے ساتھ میری پردہ پوشی فرمائی۔

حضرتِ سیِّدُنا بِشر حافی رَحمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیہ فرماتے ہیں:

پھر وہ میری نظروں سے غائب ہو گیا۔ جب میں نے اُس کو نہ دیکھا تو لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون تھا؟ تو کسی نے مجھ سے کہا کہ یہ حضرتِ ابو عُبَیدہ خواص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ تھے اور اِن کے خواص (یعنی خوبیوں) میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اِنہوں نے سَتَّر برس تک خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کے سبب آسمان کی طرف مُنہ نہیں اُٹھایا۔ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (رَوضُ الرِّیاحین) ؎

بے نوا، مفلس و محتاج و گدا کون؟ کہ میں
صاحبِ جُود و کَرَم وَصف ہے کس کا؟ تیرا

بغیر حج کئے حاجی

حضرتِ سیِّدُنا ربیع بن سلیمان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی ہم دونوں ایک قافِلہ کے ساتھ حج کے لئے جارہے تھے جب ہم کوفہ میں پہنچے تو میں ضَروریاتِ سفر خریدنے کے لئے بازاروں میں پھر رہا تھا میں نے دیکھا کہ ایک وِیران سی جگہ پر ایک خچر مرا ہُوا پڑا تھا اور ایک عورت جس کے کپڑے بہت پرانے اور بوسیدہ ہو چکے تھے وہ چاقو سے اُس کے گوشت کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر ایک ٹوکری میں رکھ رہی تھی۔

میں نے خیال کیا کہ یہ مردار گوشت لئے جارہی ہے اِس پر خاموش نہیں رہنا چاہئے ممکن ہے کہ یہ کوئی بھٹیاری عورت ہو کہ یہی پکا کر لوگوں کو کھلادے، میں چپکے سے اُس کے پیچھے ہولیا۔

وہ عورت ایک بڑے مکان میں جس کا دروازہ بھی اُونچا تھا پہنچی اور دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے آواز آئی: کون ہے؟ اُس نے کہا: کھولو، میں ہی بدحال ہوں، دروازہ کھلا اور اُس میں سے چار لڑکیاں آئیں جن سے بدحالی اور مصیبت کے آثار ظاہِر ہورہے تھے۔ اُس عورت نے اندر جا کر وہ ٹوکری اُن لڑکیوں کے سامنے رکھ دی اور روتے ہوئے کہا کہ اِس کو پکالو اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرو۔ اللہ تعالی کا اپنے بندوں پر اِختیار ہے، لوگوں کے دِل اُسی کے قبضے میں ہیں۔

وہ لڑکیاں اُس گوشت کو کاٹ کاٹ کر آگ پر بھُوننے لگیں۔

مجھے قلبی رَنج ہوا، میں نے باہر سے آواز دی، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بندی! خدا عَزَّوَجَلَّ کے لئے اِس کو نہ کھانا۔ وہ بولی: تو کون ہے؟ میں نے کہا: میں ایک پردیسی آدمی ہوں۔ بولی، اے پردیسی! ہم خود ہی مقدَّر کے قَیدی ہیں، تین سال سے ہمارا کوئی معین و مددگار نہیں اب تو ہم سے کیا چاہتا ہے؟

میں نے کہا: مجوسیوں کے ایک فرقہ کے سِوا کسی مذہب میں مردار کا کھانا جائز نہیں۔ وہ بولی: ''ہم خاندانِ نبوَّت کے شریف (سیِّد) ہیں، اِن لڑکیوں کا باپ بڑا نیک تھا وہ اپنے ہی جیسوں سے اِن کا نکاح کرنا چاہتا تھا، اُس کو نوبت نہ آئی اور اُس کا اِنتِقال ہو گیا۔ جو ترکہ اُس نے چھوڑا تھا وہ ختم ہو گیا۔ ہمیں معلوم ہے کہ مردار کھانا جائز نہیں لیکن حالتِ اِضطِرار میں جائز ہو جاتا ہے اور ہمارا چار دِن کا فاقہ ہے۔

سیِّد گھرانے کے اِن حالات کو سُن کر مجھے رونا آگیا اور میں روتے ہوئے انتہائی بے چینی کے ساتھ وہاں سے واپس ہوا۔ بھائی کے پاس آکر میں نے بھائی سے کہا کہ میرا ارادہ حج کا نہیں ہے۔ اُس نے مجھے بہت سمجھایا اور حج کے فضائل بتائے کہ حاجی ایسی حالت میں لوٹتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں رہتا وغیرہ وغیرہ۔

مگر میں نے بہ اِصرار اپنے کپڑے، اِحرام کی چادریں اور جو سامان میرے ساتھ تھا جس میں چھ سو درہم نقد بھی تھے سب لیکر چل دیا بازار سے ایک سو درہم کا آٹا اور ایک سو درہم کا کپڑا خریدا اور باقی چار سو درہم آٹے میں چُھپا دیئے اور ساداتِ کرام کے گھر پہنچا

اور سب سامان کپڑے اور آٹا وغیرہ اُن کو پیش کر دیا۔ اُس عورت نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اِس طرح دُعا دی:

اے اِبنِ سُلیمان رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیہ! اللہ عَزَّوَجَلَّ تیرے اَگلے پچھلے سب گناہ مُعاف کرے اور تجھے حج کا ثواب اور اپنی جنَّت میں جگہ عطا فرمائے اور اِس کا ایسا بدلہ عطا فرمائے جو تجھ پر بھی ظاہِر ہو جائے۔ سب سے بڑی لڑکی نے دُعا دی: "اللہ عَزَّوَجَلَّ تیرا اَجر دُگنا کرے اور تیرے گناہ مُعاف فرمائے۔" دوسری نے اِس طرح دُعا دی: "اللہ تعالیٰ تجھے اس سے بہت زِیادہ عطا فرمائے جتنا تو نے ہمیں دیا۔" تیسری نے دُعا دیتے ہوئے کہا: "اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارے نانا جان رَحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ تیرا حشر کرے۔" چوتھی نے جو سب سے چھوٹی تھی اُس نے یوں دُعا دی: "اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! جس نے ہم پر اِحسان کیا تو اس کا نِعمُ البَدَل اس کو جلدی عطا کر اور اس کے اَگلے پچھلے گناہ مُعاف فرما۔"

حُجّاج کا قافِلہ روانہ ہو گیا اور میں کوفہ ہی میں مجبوراً پڑا رہا یہاں تک کہ وہ سب لوگ حج سے فارِغ ہو کر واپس بھی آ گئے۔ مجھے

خیال تھا کہ اُن حُجّاج کا اِستِقبال کروں اور اُن سے اپنے لئے دُعا کرواؤں کہ کسی مقبول کی دُعا میرے حق میں قبول ہو جائے۔ جب حُجّاج کا قافِلہ میری آنکھوں کے سامنے آگیا تو مجھے اپنے حج کی سَعادت سے مَحروم رہ جانے پر بہت اَفسوس ہوا اور میرے آنسو نکل آئے۔

جب میں اُن حاجیوں سے مِلا تو میں نے کہا: "اللہ تعَالٰی تمہارا حج قبَول فرمائے اور تمہارے اَخراجات کا بَدَل عطا فرمائے۔" اُن میں سے ایک نے کہا کہ "یہ دُعا کیسی؟ میں نے کہا: "ایسے شخص کی دُعا جو دروازہ تک پہنچ کر حاضِری سے مَحروم رہا ہو۔" وہ کہنے لگا: بڑے تعجُّب کی بات ہے اب تو وہاں جانے سے انکار کرتا ہے؟ کیا تو ہمارے ساتھ عَرَفات کے میدان میں نہیں تھا؟ کیا تو نے ہمارے ساتھ شیطان کو کنکریاں نہیں ماری تھیں؟ اور کیا تو نے ہمارے ساتھ طواف نہیں کئے؟ میں اپنے دِل میں سوچنے لگا کہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا لُطف وکَرَم ہے۔

اِتنے میں میرے شہر کے حاجیوں کا قافِلہ بھی آگیا۔ میں نے اُن سے بھی کہا کہ اللہ تعَالٰی تمہاری سَعی مشکور فرمائے اور تمہارا حج قبَول فرمائے۔ وہ بھی یِہی کہنے لگے کہ تو ہمارے ساتھ عَرَفات

میں نہ تھا؟ یا رَمیٔ جمرات نہیں کی؟ اب انکار کرتا ہے! اُن میں سے ایک شخص آگے بڑھتا ہوا میرے قریب آیا اور کہا کہ بھائی اب انکار کیوں کرتے ہو؟ کیا بات ہے آخِر تم ہمارے ساتھ مکّہ شریف میں نہیں تھے یا مدینۂ پاک میں نہیں تھے؟ یہ دیکھو تمہارے ساتھ ہونے کی دلیل کہ جب ہم روضۂ اَطہر کی زِیارت کر کے بابِ جبرئیل سے باہر آرہے تھے تو اُس وَقت بھیڑ کی وجہ سے تم نے یہ تھیلی مجھے بَطورِ اَمانت دی تھی جس کی مہر پر لکھا ہوا ہے: مَنْ عَامَلَنَا رَبِحَ یعنی جو ہم سے مُعاملہ کرتا ہے نَفع پاتا ہے۔ یہ لو اپنی تھیلی۔ حضرتِ رَبیع رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نے اُس تھیلی کو اِس سے پہلے کبھی دیکھا بھی نہ تھا، میں نے تھیلی لے کر اپنے پاس رکھ لی، عشاء کی نماز پڑھ کر اپنا وظیفہ پورا کیا اور اِسی سوچ میں جاگتا رہا کہ آخِر یہ قِصّہ کیا ہے؟ اِسی میں میری آنکھ لگ گئی تو میں نے تاجدارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خواب میں زِیارت کی، میں نے مکّی مَدَنی آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سلام عرض کیا اور دَست بوسی کی۔ سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تَبَسُّم فرماتے

ہوئے سلام کا جواب دیا اور فرمایا:

اے ربیع رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ! آخر ہم کتنے گواہ اِس پر قائم کریں کہ تو نے حج کیا تو مانتا ہی نہیں، سُن! بات یہ ہے کہ جب تو نے اُس خاتون پر جو میری اولاد میں سے تھی، اِحسان کیا اور اپنا زادِ راہ اِیثار کر کے اپنا حج ملتوی کر دیا تو میں نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دُعا کی کہ وہ اِس کا نِعمُ البدَل تجھے عطا فرمائے تو **اللہ تعالٰی** نے ایک فرشتہ تیری صورت پر پیدا فرمایا اور حکم دیا کہ وہ قِیامت تک ہر سال تیری طرف سے حج کیا کرے نیز دُنیا میں تجھے یہ عِوَض دیا کہ چھ سو درہم کے بدلے چھ سو دینار (سونے کی اشرفیاں) عطا فرمائے، تو اپنی آنکھ ٹھنڈی رکھ۔ پھر حُضُور، فیض گنجور صَلَّی اللہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی وہی اَلفاظ ارشاد فرمائے کہ: "**مَنْ عَامَلَنَا رَبِحَ** "(یعنی جو ہم سے معاملہ کرتا ہے نفع پاتا ہے) ربیع رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ جب میں سو کر اُٹھا اور اُس تھیلی کو کھولا تو اُس میں چھ سو اشرفیاں تھیں۔ (رشفۃ الساوی) ــ

تیرے قدموں کا تبرک یدِ بیضائے کلیم
تیرے ہاتھوں کا دِیا فضلِ مسیحائی ہے

شیخ شبلی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا حج

حضرتِ سیِّدُنا شِبلی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ جب عَرَفات میں پہنچے تو بالکل چپ رہے، سورج غُروب ہونے تک کوئی لفظ بھی مُنہ سے نہ نکالا۔ جب وہاں سے مِنیٰ کی طرف چلے اور حُدُودِ حَرَم کے نشانات سے آگے بڑھے تو آنکھوں سے آنسو بہنے لگے روتے ہوئے اُنھوں نے چند اَشعار پڑھے جن کا ترجَمہ یہ ہے:

(۱) میں چل رہا ہوں اِس حال میں کہ میں نے اپنے دِل پر تیری مَحبَّت کی مہر لگادی تاکہ اِس دِل پر تیرے سِوا کسی کا گزر نہ ہو۔

(۲) اے کاش! مجھ میں یہ اِستِقامت ہوتی کہ میں اپنی آنکھوں کو بند رکھتا اور اُس وَقت تک کسی کو نہ دیکھتا جب تک تجھے نہ دیکھ لیتا۔

(۳) اَہلِ مَحبَّت میں بعض تو ایسے ہوتے ہیں جو ایک ہی کے ہو کر رہتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں دوسرے کی بھی شرکت ہوتی ہے۔

(٤) جب آنکھوں سے آنسو نکل کر رُخساروں پر بہنے لگتے

ہیں تو ظاہِر ہوجاتا ہے کہ کون واقعی رورہا ہے اور کون بَناوَٹی رونا رو رہا ہے۔رَحْمَۃُ اللہِ تعَالٰی عَلَیْہ(رَوضُ الرِّیاحین) ؎

سچ ہے انسان کو کچھ کھوکے مِلا کرتا ہے
آپ کو کھوکے تجھے پائے گا جویا تیرا

(ذوق نعت)

چھ لاکھ میں سے صِرف چھ

حضرت سَیِّدُنا ابو عبدُاللہ جوھری رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ایک سال میں عَرَفات کے میدان میں تھا میری ذرا سی آنکھ لگی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اُترے اُن میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اِس سال کتنے آدَمیوں نے حج کیا ہے؟

اُس نے جواب دیا کہ چھ لاکھ آدمیوں نے مگر اُن میں سے قَبول صرف چھ ہی آدَمیوں کا ہُوا ہے! یہ بات سُن کر مجھے بہت رَنج ہُوا، دِل چاہا کہ اپنی حالت پر پھوٹ پھوٹ کر روؤں، اِتنے میں پہلے فرشتے نے دوسرے سے پوچھا کہ اللہ تعَالٰی نے اُن لوگوں کے ساتھ، جن کا حج قَبول نہیں ہوا، کیا مُعاملہ کیا؟ دوسرے فرشتے نے کہا

کہ کریم عَزَّوَجَلَّ نے نظرِ کَرَم فرمائی اور چھ مقبولین کے طفیل چھ لاکھ کا حج بھی قَبول فرمالیا ہے اور یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فضل ہے اور وہ اپنا فَضل جسے چاہے عطا فرمائے وہ بڑا فضل وکَرَم والا ہے۔ رَوضُ الرّیاحین

اِس بے کسی پہ دِل کو مرے ٹیک لگ گئی
شُہرہ سُنا جو رَحمتِ بے کس نواز کا

(ذوق نعت)

غیبی اَنگور

حضرتِ سیِّدُنا لَیث بِن سعد رَحمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں ۱۱۳ھ میں حج کے لئے پیدل چلتا ہوا مَکَّۂ مکرّمہ پہنچا، عصر کی نماز کے وَقت جَبَلِ اَبی قُبَیس(۴۴) پر گیا تو وہاں ایک بزرگ کو دیکھا کہ بیٹھے دُعائیں مانگ رہے ہیں اور

مـــــــــــدینہ

(۴۴)جَبَلِ اَبی قُبَیس مسجِدِ حرام کے باہر رُکنِ اَسوَد کے مُقابِل ہے۔ کہا جاتا ہے یہ دُنیا کا سب سے پہلا پہاڑ ہے اور یہ بھی مشہور ہے کہ مُعجزۂ شَقُّ القَمَر یہیں ظُہور پذیر ہوا تھا۔ وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ۔سگِ مدینہ عُفِیَ عَنہ

یارَبّ یارَبّ اِتنی مرتبہ کہا کہ دَم گھٹنے لگا پھر اِسی طرح لگاتار یَارَبَّاہ یَارَبَّاہ کہا پھر اِسی طرح ایک سانس میں یَااَللهُ یَااَللهُ کہا پھر اِسی طرح یَارَحْمٰنُ یَارَحْمٰنُ پھر یَارَحِیْمُ یَارَحِیْمُ پھر یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن کہتے رہے۔ اِس کے بعد کہا: یَااَللهُ! میرا انگوروں کو دِل چاہتا ہے وہ عطا فرما اور میری چادریں پُرانی ہوگئی ہیں۔ سیِّدُنا لَیث رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اُسی وَقت میں نے اُن کے پاس ایک ٹوکری اَنگوروں سے بھری ہوئی رکھی دیکھی، حالانکہ اُس وَقت رُوئے زمین پر کہیں اَنگور نہیں تھے اور ساتھ ہی دو نئی چادریں رکھی ہوئی دیکھیں۔ جب وہ کھانے لگے تو میں نے کہا: میں بھی آپ کے ساتھ کھاؤں گا۔ فرمایا: کیوں؟ میں نے کہا: اِس لئے کہ جب آپ دُعا فرما رہے تھے تو میں اٰمین اٰمین کہہ رہا تھا۔ فرمایا: اَچّھا آؤ اور کھاؤ لیکن کچھ ساتھ نہ لے جانا۔ میں نے آگے بڑھ کر اُن کے ساتھ اَنگور کھانے شُروع کر دیئے، وہ اَنگور ایسے عجیب و لذیذ تھے کہ میں نے اُن جیسے اَنگور ہرگز کبھی نہیں کھائے تھے، اُن میں بیج بھی نہ تھا، میں نے خوب پیٹ بھر کر کھائے مگر لُطف یہ کہ ٹوکری میں کچھ کمی نہ

ہوئی۔ پھر وہ فرمانے لگے کہ اِن دونوں چادروں میں سے ایک پسند کر لو۔ میں نے کہا کہ چادر کی مجھے ضَرورت نہیں ہے۔ فرمایا: اَچّھا ذرا سامنے سے ہٹ جاؤتاکہ میں اِن کو پہن لوں، میں ایک طرف ہٹ گیا تواُنہوں نے ایک تو تہبند کے طور پر باندھ لی اور دوسری اوڑھ لی اور جو چادریں پہلے سے پہنے ہوئے تھے اُن کو ہاتھ میں لے کر پہاڑ کے نیچے اُترے، میں بھی پیچھے ہو لیا۔ جب صَفا و مروَہ کے دَرمِیان پہنچے تو ایک سائل نے عرض کیا: **اے اِبنِ رسول!** آپ یہ کپڑا مجھے پہنا دیجئے اللہ تعالیٰ آپ کو جنَّت کا حلہ پہنائے، تو اُنہوں نے وہ دونوں چادریں اُس کو دے دیں۔ میں نے اُس سائل کے پاس جاکر اُس سے پوچھا کہ یہ کون ہیں ؟ اُس نے کہا: حضرتِ سیّدُنا اِمام **جَعفَرصادِق** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ ہیں۔ میں نے پھر اُن کو ڈھونڈا تاکہ اُن سے کچھ سُنوں اور نَفع حاصل کروں مگر افسوس! میں اُن کو نہ پاسکا۔ (رَوضُ الرِّیاحین) ؎

کیونکر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسنؔ
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

(ذوقِ نعت)

اِمدادِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ایک نوجوان طَوافِ کعبہ کرتے ہوئے فقط دُرُود شریف ہی پڑھ رہاتھا کسی نے اُس سے کہا: کیا تجھے کوئی اور دُعائے طَواف نہیں آتی یا کوئی اور بات ہے؟ اُس نے کہا: ہاں! دُعائیں تو آتی ہیں مگر بات یہ ہے کہ میں اور میرے والد دونوں حج کے لئے نکلے تھے تو میرے والد راستہ میں بیمار ہو کر فوت ہو گئے تو کچھ وَقت کے بعد اُن کا چہرہ سیاہ ہو گیا آنکھیں پھر گئیں اور پیٹ پھول گیا میں بہت رویا اور کہا: اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ؕ افسوس! میرے والد مسافری کے عالم میں وطن سے دُور جنگل میں اِنتِقال کر گئے۔ جب رات ہو گئی تو مجھ پر نیند کا غَلَبہ ہوا، میں سو گیا تو میں نے خواب میں ایک حسین و جمیل ہستی کی زِیارت کی جو سفید لباس میں ملبوس تھے اور خوشبو میں مہک رہے تھے۔ اُنہوں نے میرے والد صاحب کی میِّت کے قریب تشریف لا کر اپنا نورانی ہاتھ اُن کے چہرے اور پیٹ پر پھیرا، دیکھتے ہی دیکھتے میرے مرحوم باپ کا چہرہ دودھ سے زِیادہ سفید اور روشن ہو گیا اور پیٹ بھی اَصلی حالت پر آ گیا۔ جب وہ بزرگ واپس جانے لگے تو میں نے اُن کا دامَنِ اَقدَس

تھام لیا اور عرض کی:

اے میرے سردار! آپ کو اُس کی قَسَم جس نے آپ کو اِس جنگل میں میرے والدِ مرحوم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے آپ کون ہیں؟

تو آپ نے فرمایا: تُو ہمیں نہیں پہچانتا؟ ہم تو مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں، تیرا یہ باپ بہت گنہگار تھا مگر یہ ہم پر دُرُود شریف بہت پڑھتا تھا، جب اِس پر یہ مصیبت نازِل ہوئی تو اِس نے ہم سے فریاد کی لٰہذا ہم نے اِس کی فریادرسی کی ہے اور ہم ہر اُس شخص کی فَریادرسی کرتے ہیں جو اِس دُنیا میں ہم پر زِیادہ دُرُود بھیجتا ہے۔ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔ (رَوضُ الرِّیاحین)

فَریاد اُمّتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیرِ بَشَر کو خبر نہ ہو

(حَدائق بخشش)

دیکھو مدینہ آگیا

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم الخواص رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سَفَر میں شدّتِ پیاس سے بے تاب ہو کر گر پڑا، تو

کسی نے میرے مُنہ پر پانی چِھڑکا، میں نے آنکھیں کھولیں تو کیا دیکھا کہ ایک حسین شخص خوب صورت گھوڑے پر سَوار کھڑا ہے۔ اُس نے مجھے پانی پِلایا اور کہا: میرے ساتھ سَوار ہو جاؤ۔ ابھی چند قَدَم ہی چلے تھے کہ اُنہوں نے کہا: دیکھو! کیا نظر آرہا ہے؟ میں نے کہا: "یہ تو مدینۂ منوَّرہ ہے۔" تو اُنہوں نے فرمایا: اُترو اور جاؤ، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اَقدَس میں سلام عرض کرو اور یہ بھی عرض کرنا کہ خضر عَلَیْہِ السَّلَام نے بھی آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے۔ (رَوضُ الرّیاحین) ؎

کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سَہارا دے دیا ورنہ
کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ

سبز گھوڑے سوار

حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابو عمران الواسطی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں مکّۂ مکرّمہ سے سوئے مدینۂ منوَّرہ سرکارِ نامدار صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مزارِ فائض الانوار کے دِیدار کی نیّت سے چلا راستہ میں مجھے اِتنی سخت پیاس لگی کہ میں اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا اور اِسی مایوسی کی حالت میں ایک

کیکر کے دَرَخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ دفعۃً سبز لباس میں ملبوس ایک سوار سبز گھوڑے پر نُمُودار ہوئے اور میرے پاس آئے اُن کے گھوڑے کی لگام اور زِین بھی سبز تھی۔ نیز اُن کے ہاتھ میں پیالہ بھی سبز اور اُس میں شربت بھی سبز رنگ ہی کا تھا وہ اُنہوں نے مجھے دیا اور فرمایا: پیو! میں نے تین سانس میں پیا مگر اُس پیالہ میں سے کچھ بھی کم نہ ہوا۔ پھر اُنہوں نے مجھ سے فرمایا: کہاں جارہے ہو؟ میں نے کہا: مدینۂ منوَّرہ، تاکہ نبیِّ اَکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دونوں ساتھیوں حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صدیق اور حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی خدمتِ سراپا عظمت میں سلام عرض کروں۔

تو فرمایا: جب تم وہاں پہنچو اور حُضُور، سراپا نور، فیض گنجُور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر اور حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صدیق اور حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی خدمتِ بابَرَکت میں سلام عرض کرلو تو اُن تینوں بُلند و بالا ہستیوں سے عرض کرنا کہ رِضوان (فرشتۂ خازِنِ جنَّت) بھی آپ حضرات کی خدمت میں سلام

عرض کرتا ہے۔ (رَوضُ الرِّیاحین) ؎

جاں بلب ہوں جاں بلب پر رحم کر
اے لَبِ عیسٰی دَوراں اَلغیاث

(حَدائق بخشش)

بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ایک بزرگ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ملک یمن کے شہر صَنعا سے بہ اِرادۂ حج نکلا تو شہر کے بہت سے لوگ مجھے رُخصت کرنے کے لئے شہر سے باہر تک آئے اُن میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ جب تم مدینۂ منوَّرہ پہنچو تو میری طرف سے بھی حُضُور پر نور، شافِعِ یومُ النُّشور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور دیگر صحابۂ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کی خدمت میں سلام عرض کر دینا۔

جب میں مدینۂ منوَّرہ حاضِر ہُوا تو اُس آدمی کا سلام پہچانا بھول گیا، جب مدینۂ منوَّرہ سے رُخصت ہو کر ذُوالحُلَیفہ پہنچا اور اِحرام باندھنے کا اِرادہ کیا تو مجھے اُس آدمی کا سلام پہنچانا یاد آگیا۔ میں نے اپنے

ساتھیوں سے کہا کہ میرے واپس آنے تک میرے اُونٹ کا خیال رکھنا، مجھے مدینہ طیِّبہ ایک ضَروری کام کے لئے جاناپڑ گیاہے ساتھیوں نے کہاکہ اب قافِلہ کی روانگی کاوَقت ہےاور ہمیں اَندیشہ ہے کہ اگرتم قافِلہ سے جُداہوگئے تو پھراِس قافِلہ کومکّۂ مُعَظَّمہ تک بھی نہ پاسکوگے۔ میں نے کہا: تو پھر میری سَواری کو بھی اپنے ساتھ لیتے جانا۔

چنانچہ میں واپس مدینۂ مُنوَّرہ آیااور روضۂ اَقدَس پر حاضِر ہوکراُس شخص کا سلام حُضُورانور، مدینے کے تاجوَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور حضرات صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی خدمت بابَرَکت میں پیش کیا۔ رات ہو چُکی تھی، میں مسجِد شریف سے باہر نکلاتوایک شخص ذُوالحُلَیفَہ کی طرف سے آتاہُوامِلا۔ میں نے اُس سے قافِلہ کے متعلّق پوچھا، اُس نے بتایاکہ قافلہ روانہ ہوچُکاہے۔ میں مسجِدِ نبوی شریف میں لوٹ آیااور خیال کیا کہ کسی دوسرے قافلہ کے ساتھ چلاجاؤں گااور سوگیا۔ آخر شب میں نے تاجدارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ، اور حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی زِیارت کی۔

حضرتِ ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کیا: یارسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہی وہ شخص ہے۔ حُضُورِ اَکرَم، رَحمتِ مُجسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: "ابو الوَفاء!" میں نے عرض کیا: یَا رَسُولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میری کُنیَت تو ابو العبّاس ہے۔ فرمایا: تم ابو الوفاء (یعنی وفادار) ہو۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے مسجدِ حرام (یعنی مَکَّۂ مکرّمہ) میں رکھ دیا۔ میں نے مَکَّۂ مُعَظَّمہ میں آٹھ ۸ دن تک قِیام کیا اِس کے بعد میرے ساتھیوں کا قافِلہ مَکَّۂ مکرّمہ پہنچا۔ رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی عَلَیْہ (رَوضُ الرّیاحین) ؎

غمزَدوں کو رضا مژدہ دیجے کہ ہے
بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی

(حَدائق بخشش)

دستِ مُبارک کا نظارہ

حضرتِ الشّیخ السَّید احمد الرفاعی رَحمَۃُ اللّٰہِ تعالٰی عَلَیْہ جب حج سے فارِغ ہو کر مدینۂ منوَّرہ روضۂ اَنور پر حاضِر ہوئے تو عَرَبی میں

دو شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

(۱) دُوری کی حالت میں اپنی رُوح کو خدمتِ اَقدَس میں بھیجا کرتا تھا تو وہ میری نائب بن کر آستانۂ مُبارَکہ کو چوما کرتی تھی۔

(۲) اور اب بدن کے ساتھ حاضِر ہو کر ملنے کی باری آئی ہے تو اپنا دَستِ مُبارَک دراز فرمایئے تاکہ میرے ہونٹ اُس کو چومیں۔

جونہی اَشعار ختم ہوئے دستِ اَنور قبرِ منوَّر سے باہر نکلا اور اُنہوں نے اُس کو چوما۔ (اَلْحاوِی لِلفَتاوِی) ؂

واہ کیا جود و کَرَم ہے شہِ بَطحا تیرا
"**نہیں**" سُنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا وَلَدِيْ

حضرت السید نورُالدِّین الایجی رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جب روضۂ اَقدَس پر حاضِر ہوئے تو عرض کیا: **اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ** تو جتنے لوگ اس وَقت وہاں حاضِر تھے اُن سب نے سُنا کہ روضۂ اَنور سے جواب آیا، **وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا وَلَدِيْ** (یعنی اور تجھ پر سلام ہو اے میرے بیٹے!) (اَلْحاوِی لِلفَتاوِی) ؂

تم کو غُلاموں سے ہے کچھ ایسی محبت
ہے ترکِ اَدب ورنہ کہیں ہم پہ فدا ہو!

(ذوق نعت)

جوابِ سلام

حضرتِ شیخ ابونَصر عبدُالواحدبِن عبدُالملِک بِن محمد بِن ابو سعید الصّوفی الکرخی رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں حج سے فارِغ ہو کر مدینۂ منوَّرہ روضۂ اَنور پر حاضِر ہوا، حُجرۂ شریفہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرتِ شیخ ابو بکر الدّیار بِکری تشریف لائے اور چہرۂ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا: اَلسَّلامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ تو میں نے اور تمام حاضِرین نے سُنا کہ روضۂ شریفہ کے اَندر سے آواز آئی: وَعَلَیْكَ السَّلامُ یَا اَبَابَکْرٍ (اَلْحاوِی لِلفَتاوِی) ؎

وہ سلامت رہا قیامت میں پڑھ لئے جس نے دِل سے چار سلام
اس جوابِ سلام کے صدقے تاقیامت ہوں بے شمار سلام

عُشّاق پر کرَم

حضرتِ سیِّدُنا ابوالحسن بنان الحمال رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعالٰی عَلَیْہ فرماتے

ہیں کہ ہمارے بعض دوستوں نے ہمیں بتایا کہ مَکَّۂ مکرّمہ میں ایک بُزُرگ جواِبن ثابِت کے نام سے مشہور تھے ، رہتے تھے مُتَواتَر ساٹھ سال تک وہ ہر سال فقط حُضُور صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہِ اَقدَس میں سلام عرض کرنے کے نیَّت سے مدینۂ مُنَوَّرہ حاضِر ہوتے رہے۔ایک سال کسی وجہ سے حاضِر نہ ہوسکے تو ایک دِن اُنھوں نے اپنے حُجرہ میں بیٹھے ہوئے کچھ غنودگی کی حالت میں حُضُور اَکرَم،رَحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دیکھا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرمارہے تھے: "اِبنِ ثابِت ! تم ہماری زِیارت کو نہ آئے تو ہم تمہاری زِیارت کو آگئے۔" (اَلْحاوِی لِلفَتاوِی) ؎

دیکھی جو بے کسی تو اُنہیں رحم آگیا

خود آپ دوڑے آئے گرفتار کی طرف

قابِلِ رَشک موت

ایک عورت نے اُمُّ المؤمنین حضرتِ عائشہ صدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْھَا کی خدمت میں حاضِر ہو کر درخواست کی کہ مجھے حُضُورِ اَکرَم، رَحمتِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبرِ اَنور کی زِیارت کروادو، تو اُمُّ المؤمنین حضرتِ عائشہ صدِّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی

عَنۡھَا نے اُس کے لئے پردہ اُٹھا دیا۔ وہ خاتون (زِیارت کر کے اِس قدَر) روئی کہ وہیں اُس کا اِنتِقال ہو گیا۔ (شِفاء شریف) ؎

اُس کی قسمت پہ فدا تختِ شہی کی راحت
خاکِ طیبہ پہ جسے چین کی نیند آئی ہو

(ذوقِ نعت)

میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس آیا ہوں

حضرتِ سیِّدُنا داوٗد بِن ابی صالح رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ فرماتے ہیں کہ ایک دِن خلیفہ مروان تاجدارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے روضہ اَطہر پر حاضِر ہوا تو اُس نے ایک شخص کو قبرِ مُنوَّر پر مُنہ رکھے ہوئے دیکھا تو اُس کی گردن پر ہاتھ رکھ کر کہا: جانتے ہو کیا کر رہے ہو؟ وہ "ہاں جانتا ہوں" کہہ کر اُس کی طرف مُتوجِّہ ہوئے تو وہ میز بانِ رسولِ اَکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سیِّدُنا ابو اَیُّوب اَنصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ تھے۔ فرمایا: میں رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ باعظمت میں حاضِر ہُوا ہوں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا اور میں نے رسول اَکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سُنا

ہے کہ دین پر اُس وَقت نہ رُوْوجب کہ اِس کا والی اَہل ہو لیکن اس وَقت ضَرور رُوْوجب کہ اِس کا والی نااَہل ہو۔ (اَلْمُستَدرَک لِلحاکِم) ؎

عُشّاقِ روضہ سجدے میں سُوئے حَرَم جُھکے
اللہ جانتا ہے کہ نیّت کدھر کی ہے

(حَدائقِ بخشِش)

روضۂ پاک سے بِشارت

حضرتِ سیِّدُنا مولیٰ علی کَرَّمَ اللہُ تَعالٰی وَجْهَهُ الْكَرِیْم فرماتے ہیں کہ تاجدارِ مدینہ، قَرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مزارِ فائضُ الانوار میں جلوہ گری کے تین روز بعد ایک بَدُّو حاضِر ہُوا اور اپنے آپ کو قبرِ مُنوَّر پر گرادیا اور اُس کی خاکِ پاک اپنے سَر پر ڈالی اور یوں عرض گزار ہُوا: یَارَسُولَ اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! جو کچھ آپ نے اللہ تَبارَكَ وَتَعالٰی سے سنا ہے وہ ہم نے آپ سے سنا ہے۔ (اور وہ یہ ہے:)

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ﴿۶۴﴾

(پ۵، ع۶)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللّٰہ(عَزَّوَجَلَّ) سے معافی چاہیں اور رسول(صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)! ان کی شِفاعت فرمائے تو ضرور اللّٰہ(عَزَّوَجَلَّ) کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔(کنزالایمان)

یَارَسُولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں نے اپنے اُوپر ظُلم کیا ہے (یعنی گناہ کئے ہیں) اور آپ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضِر ہُوا ہوں تاکہ آپ میرے واسطے اِستِغفار فرمائیں۔ قبرِ اَنور سے آواز آئی: "قَدْ غُفِرَلَكَ" یعنی تحقیق تیرے گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔ (جَذبُ القُلوب) ۔

عَیب محشر میں کھلا ہی چاہتے تھے میں نِثار
ڈھک کے پردہ اپنے دامَن کا چُھپایا شکریہ
شکریہ کیونکر ادا ہو آپ کا یا مصطفٰے
کہ پڑوسی خُلد میں اپنا بنایا شکریہ

سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے کھانا بھجوایا

حضرتِ سیِّدُنا اِمام ابو بکر بِن مقری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

فرماتے ہیں: میں اور حضرتِ سیِّدُنا طَبرانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور حضرتِ سیِّدُنا ابوالشَّیخ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ہم تینوں مدینۂ مُنوَّرہ میں حاضِر تھے۔ دودِن تک کھانا نہیں مِلا تھا، بھوک سے نِڈھال تھے۔ جب عشاء کا وَقت آیا تو میں روضۂ پاک پر حاضِر ہُوا اور عرض کیا: یَارَسُولَ اللّٰہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! **"اَلْجُوْع"** یعنی اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! **"بھوک!"** میں نے اِس کے سِوا اور کچھ زَبان سے نہ کہا اور لوٹ آیا، میں اور ابوالشَّیخ سوگئے اور طَبرانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیٹھے ہوئے کسی کے آنے کا اِنتِظار کر رہے ہیں، اِتنے میں کسی نے ہمارے مکان پر دستک دی ہم نے دروازہ کھولا تو ایک عَلوی صاحِب اپنے دو غُلاموں کے ہمراہ تشریف لائے، دونوں کے پاس کھانے سے بھری ہوئی ایک ایک ٹوکری تھی، وہ عَلوی بُزُرگ کہنے لگے: شاید آپ حضرات نے بارگاہِ رسالت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں بھوک کی شکایت کی ہے کیونکہ میں نے خواب میں سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زِیارت کی، سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم آپ حضرات کے بارے میں فرما رہے تھے: "اِن کو کھانا کھلاؤ۔"

بہرحال اُنہوں نے ہمارے ساتھ مل کر کھانا کھایا اور جو کچھ بچ گیا وہ اُنہوں نے ہمیں دے دیا اور تشریف لے گئے۔ (جَذبُ القُلوب) ۔

سرکار کھلاتے ہیں سرکار پلاتے ہیں
سلطان و گدا سب کو سرکار نبھاتے ہیں

سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے روٹی عطا فرمائی

حضرتِ سیِّدُنا اِبنُ الجلاء رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں مدینۂ مُنوَّرہ میں حاضِر ہُوا اور مجھ پر دو ایک فاقے گزرے سرکارِ نامدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مزارِ پُرانوار پر حاضِر ہو کر عرض کی: **اَنَا ضَیْفُکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! **یعنی** یَارَسُولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں آپ کا مہمان ہوں۔"

پھر مجھ پر نیند کا غلبہ ہُوا۔ والیٔ دو جہان، رَحمتِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خواب میں تشریف لائے اور مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی اور میں خواب ہی میں کھانے لگا ابھی آدھی ختم کی تھی کہ میری آنکھ کھل گئی، مزید آدھی ابھی ہاتھ میں باقی تھی۔

رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ۔ (جَذبُ القُلوب) ۔

منگتا تو ہے منگتا کوئی شاہوں میں دکھادے
جس کو مری سرکار سے ٹکڑا نہ مِلا ہو

(ذوقِ نعت)

میں آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مہمان ہوں

حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر اَقطع رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: میں مدینۂ پاک حاضِر ہُوا، پانچ روز فاقے میں گزر گئے، کوئی چیز چکھنے تک کو نہ ملی، چھٹے روز روضۂ مُبارکہ پر حاضِر ہو کر عرض کی: اَنَا ضَیۡفُكَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یعنی یَارَسُولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں آپ کا مہمان ہوں۔ اس کے بعد خواب میں دیکھا کہ شَہَنشاہِ مدینہ، سُکونِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جلوہ فرما ہیں، آپ کی دائیں طرف حضرتِ سیِّدُنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ، بائیں طرف حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اور سامنے حضرتِ سیِّدُنا مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم ہیں۔

حضرتِ مولیٰ علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم مجھ سے فرمانے لگے: اُٹھ، سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

تشریف فرماہیں۔ میں نے اُٹھ کر سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیشانی مُبارکہ کو چوما، سرکار صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھے روٹی عطا فرمائی، میں کھانے لگا جب بیدار ہوا تو روٹی کا ٹکڑا ابھی تک میرے ہاتھ میں موجود تھا۔ (جَذبُ القُلوب)

آپ بھوکے رہیں اور پیٹ پر پتھر باندھیں
ہم غُلاموں کو ملیں خوان مدینے والے

سرکار صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دِرہم عطا فرمائے

حضرتِ سیِّدُنا احمد بِن محمد صوفی رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں تین مہینوں تک جنگلوں میں پھرتا رہا یہاں تک کہ میری کھال سب گل گئی بالآخر میں مدینۂ مُنوَّرہ حاضِر ہُوا اور میں نے بے کسوں کے دِلوں کے چَین، سرورِ کونین صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور شَیخَین کَرِیمَین رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْھُمَا کی بارگاہ میں سلام عرض کیا اور سو گیا۔ مجھے شاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خواب میں زِیارت ہوئی، آپ صَلَّی اللہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرمارہے تھے: "احمد" تو آگیا، دیکھ تیرا کیا حال ہو گیا ہے!" میں نے عرض کیا: اَنَا جَائِعٌ اَنَا ضَیْفُکَ یَارَسُوْلَ اللہِ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یعنی یَارَسُولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں بھوکا ہوں، میں آپ کا مہمان ہوں۔ سرکارِ دو جہاں، مالکِ کون ومکاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہاتھ کھول!'' جب میں نے اپنا ہاتھ کھولا تو اُس میں چند دِرہم تھے، جب آنکھ کُھلی تو وہ دِرہم میرے ہاتھ میں موجود تھے، میں نے بازار سے جا کر روٹی اور فالودہ خرید کر کھایا۔ (جَذبُ القُلوب) ؎

منگتا کا ہاتھ اُٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دُوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

اِمامِ اَہلسنَّت اور دِیدارِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

اِمامِ اَہلسنّت، مجدِّدِ دِین وملّت مولیٰنا شاہ احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن زبردست عاشِقِ رسول تھے، مُتَبَحِّر عالم تھے، کم وبیش پچاس عُلوم پر دسترس رکھتے تھے، عُلَمائے حَرَمین طَیِّبَین نے آپ کو **چودھویں صدی کا مجدِّد** کہا، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے دِین کو باطِل کی آمیزِش سے پاک کر کے اِحیائے سنّت کے لئے زبردست کام کیا، ساتھ ہی لوگوں کے دِلوں میں جو شمعِ عِشقِ رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مَدّھم پڑتی جارہی تھی اُسے اَز سَرِ نو فَروزاں کیا،

آپ بے شک فَنَا فِی الرَّسُول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اَعلٰی مَنصَب پر فائز تھے، بارہا مَدَنی سرکار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زِیارت سے خواب میں مشَرَّف ہوئے تھے۔

دوسری بار جب مدینۂ پاک کی حاضِری ہوئی تو بیداری میں زِیارت کی حَسرَت لئے مواجَھَہ شریف میں پوری رات حاضِر ہو کر دُرُودِ پاک کا وِرد کرتے رہے، پہلی رات کی قِسمَت میں یہ سَعادت نہ تھی، دوسری رات آگئی۔ مواجھہ شریف میں حاضِر ہوئے اور دردِ فراق سے بے تاب ہو کر ایک نعتیہ غزَل پیش کی جس کے چند اَشعار یہ ہیں: ؎

وہ سُوئے لالہ زار پِھرتے ہیں تیرے دِن اے بہار پِھرتے ہیں

ہر چراغِ مزار پر قدسی کیسے پروانہ وار پِھرتے ہیں

اُس گلی کا گداہوں میں جس میں مانگتے تاجدار پِھرتے ہیں

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں دَشتِ طیبہ کے خار پِھرتے ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ

تجھ سے شیدا ہزار پِھرتے ہیں

مقطع میں اعلٰی حضرت رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اَزراہِ تَواضُع اپنے آپ کو "کُتّا" فرمایا ہے لیکن میں نے اَدَباً اِس جگہ "شیدا" لکھ دیا

ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔

آپ بارگاہِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں دُرُود و سلام پیش کرتے رہے، آخر کار راحتُ العاشِقِین مرادُالمُشتاقین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے عاشِقِ حقیقی کے حالِ زار پر خاص کَرَم فرمایا، اِنتِظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور قسمت اَنگڑائی لے کر اُٹھ بیٹھی، نِقابِ رُخ اُٹھ گیا، خوش نصیب عاشِق نے عَین بیداری میں اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا چشمانِ سَر سے دیدار کیا۔ ؎

شربتِ دِید نے اِک آگ لگائی دِل میں
تپشِ دِل کو بڑھایا ہے بجھانے نہ دیا

اب کہاں جائے گا نقشہ ترا میرے دِل سے
تہ میں رکھا ہے اِسے دِل نے گمانے نہ دیا

سجدہ کرتا اگر اِس کی اِجازت ہوتی
کیا کروں اِذن مجھے اِس کا خُدا نے نہ دیا